بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الذین آتینٰہم الکتٰب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم

جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔ (بقرہ)

جانا پہچانا

مرتبہ
ابنِ مسعودِ ملت
ابو السرور محمد مسرور احمد

بین الاقوامی سلسلۂ اشاعت نمبر

۲۱

ادارہ مسعودیہ
۲/۶/۵-ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ

جنھیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے (بقرہ: ۱۴۶)

مرتبہ

ابنِ مسعودِ ملت

ابوالسرور محمد مسرور احمد

۲۱

ادارہ مسعودیہ

۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشمولات

پیش گفتار

(ابوالسرور محمد مسرور احمد)

تقریباً" چالیس سال پہلے حضرت والد ماجد مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مد ظلہ العالی کو فاضل و محقق سید محمد یونس ھمدانی کاشمیری علیہ الرحمہ نے ماہنامہ پیشوا (دھلی) کا رسول نمبر (۲۷۔۱۹ء) عنایت کیا تھا۔ اس نمبر میں حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات اقدس سے متعلق بہت سے غیر مسلموں کے مقالات بھی شامل ہیں۔ پیش نظر رسالہ میں اسی نمبر سے یہ مقالات منتخب کر کے مرتب کئے گئے ہیں۔

حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت کا ہر دل پر نقش ہے ــــــ ہر الہامی کتاب میں آپ کی آمد آمد اور خوبیوں کا ذکر ہے ــــــ قرآن حکیم گواہ ہے ــــــ ہندوستان کے ہندو بھی ویدوں پر یقین رکھتے ہیں اور ان کو الہامی کتابیں کہتے ہیں ــــــ ویدوں میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد کا بھی ذکر ہے اور خوبیوں کا بھی ذکر ہے ــــــ پہلے یہ حقیقت چھپائی جاتی تھی، اب ہندو اور مسلمان محققین اس حقیقت کا برملا اظہار کر رہے ہیں اور مضامین اور رسائل شائع بھی ہو رہے ہیں ــــــ

اس مجموعے میں جن غیر مسلم مقالہ نگاروں کے مقالات شائع کئے گئے ہیں یقیناً" انہوں نے کچھ اپنوں سے اور کچھ غیروں سے حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حالات سنے ہوں گے اور خود بھی پڑھے ہوں گے۔ جیسا کہ مقالات سے بھی ظاہر ہے اور اب تو یہ مقالات شائع ہوئے ۲۷ سال ہو چکے، شاید مقالہ نگاروں میں کوئی مقالہ نگار زندہ نہ ہوگا۔ بہر حال یہ مقالات اس لئے اہم ہیں کہ ان میں غیر مسلموں کے افکار و خیالات ہیں۔ جدید قارئین پر خصوصاً" غیر مسلم قارئین پر اپنوں سے زیادہ غیروں کے افکار و خیالات کا زیادہ اثر ہوتا ہے ــــــ اگر غیر مسلم دانشور اپنی اپنی الہامی کتابوں کا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حوالے سے مطالعہ کریں تو انہیں اس تاریک دور میں روشنی مل سکتی ہے ــــــ اللہ تعالیٰ ہمیں تاریخ سے روشنی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت کا حقیقی ادراک نصیب بہ فرمائے۔ آمین!

بہار مدینہ

(بابو شیام سندر صاحب ناصر۔ جرنسلٹ کاشمیری)

دل زار ہے داغدار مدینہ
پھلی پھولی ہے کیا بہار مدینہ

محمد نے فرمائی مکہ سے ہجرت
نمایاں ہے یہ افتخار مدینہ

چلوں سر کے بل میں زہے فخر و عزت
بلائے اگر تاجدار مدینہ

بناؤں ابھی سرمہ چشم اس کو
اگر ہاتھ آئے غبار مدینہ

چلو چل کے بیٹھیں وہیں شیام سندر
کہ ارض وفا ہے دیار مدینہ
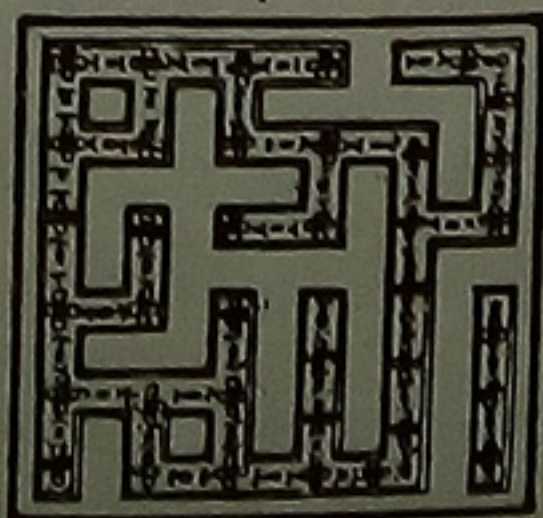
(۱)

عرب کا ایک قابل تعظیم انسان

(بابو بشن سہائے صاحب' بی اے ایل ایل بی' وکیل دہلی)

مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ کوئی شخص ان کا مطالعہ کرے' اور ان کی تعریف کرنے پر مجبور نہ ہو' غیر مسلم قوموں نے اکثر اس بزرگ شخصیت پر طرح طرح کے الزام لگا کر انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی ہے لیکن انصاف کسی طرح اجازت نہیں دیتا کہ ہم ثبوت کے بغیر کسی شخص پر بھی اس قسم کے الزامات لگائیں' حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کے تمام حالات بڑی پوری تفصیل کے ساتھ کتابوں میں موجود ہیں اور انہیں پڑھ لینے کے بعد ماننا پڑتا ہے کہ آپ بھی حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور مہاتما بودھ وغیرہ کی طرح ایک بہت بڑی اور کامیاب مصلح ہو گزرے ہیں اپنے بہت سے ہم مذہبوں کی طرح میں بھی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہلے ایک عیش پرست اور جنگ جو انسان خیال کرتا تھا' لیکن جب میری نگاہ مسز اینی بیسنٹ کی یہ رائے پیغمبر اسلام کے متعلق گزری کہ پیغمبر اعظم کی جس بات نے میرے دل میں ان کی عظمت اور بزرگی قائم کر دی وہ ان کی وہ صفت ہے جس نے ان کے ہموطنوں سے "الامین" یعنی بڑا دیانتدار کا خطاب دلوایا دیا۔ اس سے بڑھ کر کوئی صفت نہیں ہو سکتی' اور کوئی بات اس سے زیادہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے

قابل اتباع نہیں۔ ایک ذات جو مجسم صدق ہو اس کے اشرف ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے ایسا ہی شخص اس قابل ہو سکتا ہے کہ پیغام حق کا حامل ہو ـــــ تو مجھے شوق پیدا ہوا کہ ایسے بڑے مصلح کے حالات معلوم کروں اور جب میں نے آپ کے حالات پڑھے تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ اس سے پہلے میں کیسی سخت غلطی میں مبتلا تھا ـــــ

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ایسے ملک میں پیدا ہوئے کہ جہاں نہ کسی قسم کی تہذیب تھی، نہ تمدن، جہاں ذرا ذرا سی بات پر روز مرہ قبیلوں میں باہم تلواریں چلتی رہتی تھیں، جہاں لڑکیوں کو پیدا ہوتی ہی مار ڈالا جاتا تھا، اور جہاں خدا سے مراد وہ چند بت تھے جو خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے، آپ کی قوم کو نہ علم و ہنر سے کوئی واسطہ تھا نہ اخلاق سے اور آپس کی رات دن کی لڑائیوں کی وجہ سے ملک میں نہ کوئی سلطنت اور نہ کوئی انتظام اس قدر ناموافق حالات میں ایسی پست اور گری ہوئی قوم میں آپ پیدا ہوئے اور ہر قسم کی ظاہری تعلیم سے بھی محروم رہے، پھر بھی آپ کا کیریکٹر اتنا بلند تھا کہ تمام قوم میں آپ "سچے اور ایماندار" کے نام سے مشہور ہو گئے، لوگ اپنا روپیہ لا لا کر آپ کے پاس جمع کراتے تھے اور آپ کے انصاف پر اتنا بھروسہ تھا کہ اکثر ایسے مقدمے جن کا فیصلہ کسی طرح نہ ہو سکتا تھا آپ کے پاس لائے جاتے اور آپ کے فیصلہ کے آگے دونوں فریق سر جھکا دیتے۔

آپ کے دل میں شروع ہی سے بتوں کی کوئی عزت نہ تھی اور آپ ہمیشہ اپنا دھیان اپنے پیدا کرنے والے سے لگایا کرتے مکہ سے تھوڑی دور ایک غار میں جا کر آپ بیٹھ جاتے اور وہاں کئی گھنٹے بیٹھے ہوئے ایشور کا دھیان کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی تمام عمر میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، کبھی آپ نے ساری عمر کسی کا دل نہیں دکھایا، اور سب سے بڑی بات یہ کہ جب ہزاروں کی تعداد میں آپ کے معتقد اور پیرو پروانوں کی طرح آپ پر قربان ہونے کے لئے تیار رہتے تھے اس وقت بھی کبھی آپ کے دل میں ذرا سا بھی غرور پیدا نہ ہوا اور آپ نے کبھی اپنے آپ کو

دوسروں سے بہتر اور برتر خیال نہیں کیا ـــــ جب آپ کہیں سے آتے تھے تو آپ کے معتقد آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے مگر آپ نے ہمیشہ انہیں یہ کہہ کر منع کر دیتے تھے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح میری تعظیم نہ کیا کرو میں تو تمہیں جیسا ایک آدمی ہوں (یہ آپ کی انکساری تھی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی کمال تعظیم کا حکم دیا ہے۔ مسرور) ـــــ آپ کے اخلاق کی یہ حالت تھی کہ آپ لوگوں کو سلام کرنے میں ہمیشہ پیش دستی کرتے تھے اور اگر کوئی شخص آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو اس وقت تک کبھی نہ چھڑاتے جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دے' اکثر ناواقف اور کم علم لوگ آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے اپنے مذہب کے پھیلانے کے لئے تلوار سے کام لیا۔ آپ کی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ الزام بالکل بے اصل اور بے بنیاد ہے ـــــ

شروع زمانہ میں آپ کے پیروں کی تعداد بہت کم تھی اور اگر وہ تلوار کا خیال بھی دل میں لاتے تو عرب کی جنگ جو قومیں ایک ہی دن میں ان مٹھی بھر آدمیوں کا صفایا کر دیتیں' جب آپ کے معتقدوں کی تعداد کسی قدر زیادہ ہوئی' تب بھی وہ صرف اتنی ہی تھی کہ ہزاروں کے مقابلہ میں ایک یا دو کی نسبت ہو سکتی تھی ایسی حالت میں بھی اگر آپ کی طرف سے کسی قبیلے پر زیادتی کی جاتی تو سارا کا سارا عرب آپ کی خلاف امنڈ آتا اور مسلمانوں کو کہیں پناہ نہ ملتی ان باتوں سے صاف سمجھ میں آسکتا ہے کہ اگر آپ چاہتے بھی تو تلوار سے کام نہیں لے سکتے تھے اصل یہ ہے کہ لوگوں کو اس سبب سے دھوکا ہوتا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی حفاظت کی خاطر کئی مرتبہ لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ عرب کے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے تو وہ آپ کے دشمن ہو گئے اور جس قدر آپ کا اثر پھیلتا گیا اس نسبت سے یہ دشمنی بھی بڑھتی گئی' یہاں تک کہ خود اس قبیلے نے کہ جس میں آپ پیدا ہوئے تھے' مدینہ پر حملہ کر دیا ایسی حالت میں آپ اس کے سوا اور کیا کر سکتے تھے ـــــ

ایک دفعہ آپ کو ایک یہودی عورت نے کھانے میں زہر دیا آپ کو معلوم ہو گیا

اور اس نے اپنے جرم کا اقرار بھی کیا لیکن آپ نے اسے معاف کردیا اور سزا نہ دی۔

دنیا کی ہر زبان میں اور مختلف اقوام کے مشاہیر نے آپ کی سوانح عمریاں لکھی ہیں اور آپ کے حالات زندگی پر بحث کی ہے۔ ان غیر جانب دار اشخاص کی بے لوث تحریروں سے آپ کی صداقت کا زبردست ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ مسٹر آرتھر، یورپ کے عالی دماغ مورخ نے اپنی کتاب ہسٹری آف اسلام میں لکھا ہے کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اخلاق نہایت اعلی تھے ان کی سادگی ان کی پرہیز گاری کا تمام محققین کو اعتراف ہے۔ وہ نہایت رحمدل پیغمبر تھے" —— فرانس کا مشہور مصنف ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ —— "آپ اپنے نفس پر قادر تھے۔ آپ کی سادگی اور آپ کی انکساری قابل تعریف ہے آپ انتہا درجہ کے رحمدل اور اعلی کردار رکھنے والے پیغمبر تھے" ——

مسٹر اسٹینلے لین پول یورپ کا نامور محقق اپنی کتاب اسپیچز آف محمد میں لکھتا ہے کہ آپ نہایت باخلاق اور رحمدل ریفارمر تھے آپ کی بے ریا خدا پرستی اور عظیم فیاضی مستحق تعریف ہے بے شک آپ ایک مقدس پیغمبر تھے۔

مسٹر ٹامس کارلائل اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ میں رقمطراز ہیں کہ —— "صاف شفاف پاکیزہ روح رکھنے والا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیوی ہوا و ہوس سے بالکل بے لوث تھا اس کے خیالات نہایت متبرک اور اس کے اخلاق نہایت اعلی تھے ——

مشہور مورخ مسٹر گبن کا ریمارک ہے کہ —— "ہر انصاف پسند شخص یقین کرنے پر مجبور ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی پر مبنی تھی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ایک پاکباز اور مقدس بزرگ تھے ——

کاؤنٹ ٹالسٹائی روسی محقق اپنی تصنیف برین آف اسلام میں لکھتے ہیں کہ —— "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک اولوالعزم اور مقدس ریفارمر تھے وہ دنیا میں مصلح اعظم بن کر آئے بلاشک وہ سچے پیغمبر نہایت متواضع خلیق اور صاحب

بصیرت تھے۔

ہندوستان کے بہت سے صاحب نظر منصف مزاج مصنفین نے بھی جن میں سکھ، ہندو، پارسی وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی سوانح عمریاں لکھی ہیں جس سے آپ کی ہر دلعزیزی، صداقت اور بہترین اخلاق کا اندازہ ہوتا ہے۔

پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا جن کا بہترین نمونہ وہ خود تھے ان کی پیروی کرنے والوں پر عجیب وغریب اثر ہوا۔ ان میں فرشتوں کی سی خصلتیں پیدا ہوئیں اور انہوں نے رحم وکرم، مروت، محبت اور ایثار و ہمدردی کی ایسی مثالیں قائم کیں جن سے انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے——تاریخ کی کتابوں میں ایک واقعہ لکھا کہ ——ایک دفعہ لڑائی میں بہت سے مسلمان زخمی ہوئے۔ وہ ریتیلے میدانوں میں پڑے ہوئے تھے۔ دھوپ کی شدت اور پیاس کی کچھ انتہا نہ تھی۔ ایک شخص ایک پیالہ میں پانی لے کر ایک زخمی کے پاس پہنچا جو پیاس سے تڑپ رہا تھا۔ اس نے ہاتھ سے منع کیا اور کہا کہ وہ دوسرا زخمی چلا رہا ہے——وہ شخص دوسرے زخمی کے پاس پہنچا لیکن اس نے بھی پانی پینے سے انکار کردیا اور ایک تیسرے زخمی کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے اسے پلاؤ——یہ شخص جب اس تیسرے زخمی کے پاس پہنچا تو اس کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ دوڑ کر دوسرے کے پاس آیا لیکن اس کی جان بھی نکل چکی تھی، بھاگ کر پہلے کے پاس گیا تو وہ بھی جاں بحق ہوچکا ہے۔ غالباً" ایثار و ہمدردی کی ایسی مثالیں اور عرب کی پیاس اور پانی کی قیمت کا اندازہ ایک ہندوستانی کے لئے ناممکن ہے۔

آپ کی تعلیمات سے لوگوں میں مساوات کا جو جذبہ پیدا ہوا۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ——بیت المقدس فتح ہونے کے بعد جب خلیفہ اسلام وہاں جانے لگے تو ایک غلام کو ہمراہ لے لیا۔ یہ آقا و غلام باری باری اونٹ پر سوار ہوکر راستہ طے کرتے تھے——جب بیت المقدس قریب آیا تو غلام کی باری تھی، ہرچند اس نے انکار کیا لیکن آپ نے اسے اونٹ پر سوار کرکے مہار بدستور اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ہزارہا اشخاص بیت المقدس میں خلیفہ اسلام کے

منتظر تھے۔ انہوں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ بادشاہ اسلام کون ہے۔ تو ان کو بتایا گیا کہ یہ بادشاہ ہے جو اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ہے اور پیوندوں کا لباس پہنے ہوئے ہے ——جب مسلمانوں نے اسکندریہ کو فتح کیا تو وہاں حضرت عیسیٰ کی تصویر نصب تھی۔ ایک مسلمان سپاہی کے تیر سے اس کی آنکھ خراب ہو گئی۔ عیسائیوں نے مسلمانوں کے سپہ سالار سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ اس نقصان کا ہم معاوضہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے پیغمبر کی تصویر ہمیں دو تاکہ ہم اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ سپہ سالار نے جواب دیا کہ ہمارے پیغمبر کی کوئی تصویر نہیں ہے البتہ ہم لوگ موجود ہیں تم جس کی آنکھ چاہو پھوڑ ڈالو۔ اس بات پر اس عیسائی کا منہ بند ہو گیا۔ سپہ سالار نے اپنا خنجر اس کے ہاتھ میں دیا اور اپنی آنکھیں اس کے سامنے کر دیں۔ جب اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کا سپہ سالار اپنی آنکھ پھوڑ ڈالنے کو تیار ہے تو خنجر ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ ایسی بے تعصب اور حق پرست قوم سے انتقام لینا ذلت ہے۔

کیسی بدنصیبی ہے کہ دنیا اس آفتاب اخلاق کی روشنی سے فائدہ نہ اٹھائے اور ایثار و ہمدردی کی ان مثالوں کو واجب العمل نہ سمجھا جائے۔ اس سے بڑھ کر مسلمان قوم کی کیا خوش قسمتی ہوگی کہ اسے خدا نے ایسا نیک مجسم رہنما عطا کیا لیکن اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی بدبختی کیا ہوگی کہ وہ اپنے سچے رہنما کی قدم بقدم نہ چلیں اور اس کی ہدایتوں پر عمل نہ کریں۔ مجھ کو امید ہے کہ پیغمبر اسلام کے ذکر کے لئے پیشوا کا جو (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) نمبر شائع ہو رہا ہے۔ اپنے مقصد میں کامیاب ثابت ہوگا اور پیغمبر اسلام نے اخلاق و مروت کا جو قیمتی سبق اپنے پیرووٗں کو پڑھایا تھا وہ ایک دفعہ اور دہرایا جائے گا۔

(۲)

ریگستان کا پیغمبر

(سردار گورچرن سنگھ صاحب، بی۔ ایس۔ سی)

پیغمبر اسلام اور ان کی تعلیم میں بہت سے سبق ایسے ملتے ہیں جو سیکھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ عرب جیسا ملک کہ جہاں نہ تہذیب تھی اور نہ تمدن اور جہاں تھوڑی سی جاہلانہ شاعری کے سوا علم و ہنر سے کسی کو کوئی واسطہ نہ تھا۔ ایک شخص پیدا ہوتا ہے اور اسی فضا اور اسی سوسائٹی میں تربیت پانے کے باوجود اپنی طبیعت پر ذرا سا بھی رنگ اس قوم کا نہیں چڑھنے دیتا اور اپنے ہم قوموں اور رشتہ داروں کے دستور کے خلاف پتھر کے بتوں کو خدا سمجھنے سے انکار کر دیتا ہے۔ کبھی جھوٹ سے اپنی زبان گندی نہیں کرتا۔ ایمانداری اور دیانت کو اپنی زندگی کا اصول بنا لیتا ہے اور حق و انصاف کی حمایت میں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ قوم اس عجیب و غریب بچے کے حالات و عادات کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھتی ہے اور جب وہ نوجوان ہوتا ہے اسے متفقہ طور پر "سچے اور ایماندار" کا خطاب دے دیتی ہے۔ ہر شخص اس کا احترام کرتا ہے اور اس کی عقل اور اس کے انصاف پر بھروسہ کر کے سب لوگ اپنے مقدموں میں اسے منصف بنانا پسند کرتے ہیں۔ جو یہ نوجوان ہر وقت اسی فکر میں غلطاں اور پیچاں رہا کرتا ہے کہ دنیا کیا ہے؟ کہاں سے آئی ہے؟ کس نے بنائی اور کیوں بنائی؟——اور مدتوں غاروں میں بیٹھ بیٹھ کر سوچ بچار کرنے کے بعد اس کی عقل اس کی رہنمائی کرتی ہے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ زمین و آسمان، چاند، سورج، دریا اور پہاڑ غرض ہر چیز کا بنانے والا ایک خدا ہے اور اس کا دل اسے مجبور کرتا ہے کہ اس

پرماتما کے آگے سر جھکا دے۔ (نزول وحی نے ایک نیا جہان آپ کے سامنے کر دیا)
اپنے غار سے باہر نکل کر یہ عظیم الشان انسان دنیا کے سامنے آتا ہے اور جو کچھ اس نے خود سمجھا ہے۔ اپنے ہم قوموں کو بھی بتانے اور سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ قوم اس کی سچائی اور ایمانداری کی پہلے ہی سے قائل ہے اس کی باتیں سن کر اگرچہ مذہبی تعصب ان میں سے اکثر کو اس کا کہنا ماننے سے روکتا ہے پھر بھی ایک ایک دو دو کر کے لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور صرف دس برس کے عرصہ میں وہ تمام عرب کی کایا پلٹ دیتا ہے۔ ہر وقت مست اور مخمور رہنے والے اپنی صراحیاں اور پیالے توڑ کر ہمیشہ کے لئے شراب سے توبہ کر لیتے ہیں۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالنے والے بہت ذوق اور شوق کے ساتھ لڑکیوں کو پالنے اور ان سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ رات دن فحش میں مصروف رہنے والے اپنی جائز بیوی کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ جھوٹی شیخی اور بے جا فخر و غرور کسی گزشتہ زمانے کی باتیں بن جاتی ہیں۔ بات بات پر لڑنے مرنے والے وحشی اور خونخوار انسان ہر قسم کی عداوتوں اور خصومتوں کو بھول کر آپس میں بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔ اور کچھ ایسی مساوات قائم ہو جاتی ہے کہ امیر و غریب اور شاہ و فقیر میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ عروج و ترقی اس قوم کے قدموں پر اپنا سر جھکاتی ہے۔ اقبال ان کی رکاب پکڑ کر ساتھ ساتھ دوڑتا ہے۔ علم و ہنر کو اس کی کوشش سے چار چاند لگ جاتے ہیں اور دنیا ان کے لئے بالکل صحیح معنوں میں بہشت بن جاتی ہے۔

آج اہل اسلام کی حالت خواہ کیسی بھی ہو اور وہ اپنے پیغمبر کی تعلیمات کو بھول کر سیدھے راستے سے چاہے جس قدر بھی بھٹک گئے ہوں۔ لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ ایک زمانہ میں یہ قوم ترقی کے سب سے اونچے زینے پر چڑھ چکی ہے اور یورپ میں جس قدر تہذیب اور علم کا چرچا نظر آ رہا ہے وہ سب ان مسلمانوں کا طفیل ہے جو مدتوں تک اسپین پر حکومت کر چکے ہیں —— آج کل کے مسلمان بھائیوں پر ان کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قیاس کرنا کسی طرح بھی ٹھیک نہیں ہے اور جو

لوگ تنگ نظری اور تعصب کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں وہ ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔

غیر مسلم مصنفوں میں بھی ایسے لوگوں کی کافی بڑھی تعداد ہے جنہوں نے بانی اسلام کا ذکر بہت اچھے لفظوں میں کیا ہے چنانچہ برہمو دہرم کے پرچارک شردھے پرکاش دیو جی نے اپنی کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ!

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بانی مذہب اسلام منجملہ ان بزرگ اشخاص کے ہیں جنہوں نے قانون قدرت کے مواقف جہالت اور تاریکی کے زمانے میں پیدا ہوکر دنیا میں صداقت کی روشنی کو پھیلایا اور لوگوں کو روحانی ودنیاوی ترقی کا راستہ دکھایا ہے۔ ریگستان عرب کے لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود اس کی عزت و عظمت کا باعث ہے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات سے جو جو فیض دنیا کو پہنچے ان کے لئے نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا کو ان کا شکر گزار ہونا مناسب ہے۔ کون کون سی تکلیفیں ہیں جو اس بزرگ نے نسل انسانی کے لئے اپنے اوپر برداشت نہیں کیں۔ عرب جیسے ایک وحشی کندہ ناتراش ملک کو توحید خدا کی تعلیم دینا اور سیدھے رستے پر لانا ایک ایسے ہی فلسفی مزاج کا کام تھا اور آخر اسی سے انجام پذیر ہوا۔ تنگ دل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ کی نسبت کچھ ہی کہیں لیکن جو لوگ باانصاف اور کشادہ دل ہیں وہ کبھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ان بے بہا خدمات کو کہ جو وہ نسل انسانی کی بہبود کے لئے بجالائے بھلا کر احسان فراموش نہیں ہوسکتے۔"

ٹامس کارلائل ایک بہت مشہور مصنف گزرا ہے اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اس کی ایک تحریر ایک نہایت مختصر سا

اقتباس پیش کر کے میں اپنے اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ کارلائل لکھتا ہے کہ

"اس جنگل کے رہنے والے شخص میں صرف سیر چشمی، پاکیزہ باطنی اور عالی نظر ہی نہ تھی بلکہ ایک بات اور بھی تھی کہ نہایت سنجیدہ تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کا شعار متانت ہے اور جنہیں خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف دل بنایا ہے۔ ایسے آدمی کی آواز براہ راست خدا کی آواز ہے اور انسان کو اس کی تعمیل کئے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔"

افسوس ہے اور سخت افسوس ہے کہ آج ہمارے بہت سے مسلمان بھائی اس بات کو بالکل بھول گئے ہیں کہ ان کے پیغمبر نے انہیں کیا حکم دیا تھا اور کیا چیز بنانا چاہا تھا۔ لیکن ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ آج نہیں تو کل انہیں ضرور ہوش آئے گا اور وہ پھر اسی قدر حیرت انگیز طریقہ پر ترقی کے میدان میں دوڑیں گے کہ جیسے وہ تیرہ سو برس پہلے دوڑ چکے ہیں ـــــ مسلمان لیڈر صاحبان نے اب اچھی طرح محسوس کرلیا ہے کہ ان کا قومی مرض صرف جہالت ہے۔ اور اب ان میں سے اکثر اس کے علاج کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ مسلمان اگر اپنے اسلاف کے اخلاق اختیار کریں اور ہندو اور سکھ مسلمانوں کے مذہب اور اس مذہب کے بانی کے حالات سے کافی واقفیت حاصل کریں تو یہ ہندو مسلم سکھ فسادات جن کی وجہ سے ملک جہنم بنا ہوا ہے چار روز میں بند ہو سکتے ہیں۔ میں اپنے ہندوؤں، سکھ اور مسلمان بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس عظیم الشان مصلح کے حالات کا غور سے مطالعہ کریں اور ان سے سبق سیکھیں۔

(۳)

سری محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اوتار

(بابو برج بہاری لال صاحب توکلی بی اے ایل ایل بی وکیل، دہلی)

بحیثیت ایک ہندو کے میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مکمل زندگی سے اسی طرح ناواقف ہوں جس طرح ایک عام طور پر مسلمان مہاتما سری کرشن جی یا مہاراجہ رامچندر جی کے حالات زندگی سے۔ تاہم اپنے مسلمان دوستوں کی صحبت سے جو حالات آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کے متعلق وقتاً فوقتاً" معلوم ہوتے رہے ہیں انہوں نے میرے اپنے دیرینہ عقیدہ اور خیال کو تقویت دی ہے کہ کارساز حقیقی نے وقتاً" فوقتاً" اپنی شان ایزدی کا انکشاف مختلف طریقوں سے مختلف سرزمینوں پر اپنی ایک اور برگزیدہ ہستیوں کے ذریعہ گنہگار اور قعر جہالت میں ڈوبے ہوئے انسانوں کی اوپر بلاامتیاز مذہب و ملت قوم و برادری کیا ہے ——— جب گناہوں کا انبار اور خدا کی خدائی کے منکروں کی جو رو زیادتی کی انتہا ہوجاتی ہے تو اسی وقت اس معبود حقیقی کا ظہور اس عالم میں ہوتا ہے۔ جو اپنے پاک بندوں کو پنجہ ظلم سے رہائی دلاتا ہے۔ اور اپنی تعلیم صداقت اور تلقین معرفت کا راگ گاتے ہوئے انسان نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہے، اسی طرح سے سری کرشن جی کا اوتار دنیا کو کنس کے پنجہ ظلم سے چھڑانے کے لئے ہوا، مہاتما بدھ نے برہمنوں کے جال کو توڑا، رام چندر نے راون کے سر کو توڑا اور نرسنگھ اوتار ہوکر ہرناکشپ کے کاسہ غرور کو پاش پاش کردیا، ٹھیک اس طرح پر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ملک عرب کے ریتلے میدان میں ہوا۔ جب وہاں جہالت کا عروج تھا اور گناہوں کی تاریکی بحر ظلمات کی تاریکی سے گوئے سبقت لے

گئی تھی، ہر سمت کفر، زنا کاری، شراب خوری، قمار بازی اور صدہا قسم کی بازیوں کا بازار گرم تھا۔ اور کوئی سبیل ایسی نظر نہیں آتی تھی۔ کہ جس سے بنی نوع انسان راہ راست پر آکر اپنے سچے خدا پر ایمان لاسکیں۔ تو اس وقت سری محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اوتار کا ظہور ہوا، اور آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی تعلیم اور تلقین کی شمع کافوری سے گناہوں کی ظلمت اور جہالت کی تاریکی کو دور کیا، اور سچی الفت سچا پیار اور پریم کی تلقین جاہل وحشی اور ان پڑھ لوگوں میں کی۔

عام طور پر ہندوؤں میں یہ گمراہ کن خیال پیدا ہوگیا ہے کہ آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلقین کا لب لباب کافروں کی تباہی اور قتل ہے، اس خیال کے جاگزیں ہونے کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر مسلم اقوام آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم اور تلقین میں جذبات محبت کو مفقود خیال کرتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم صرف بزور شمشیر تبلیغ اسلام تھی، یعنی یا مسلمان ہوجاؤ، یا تہ تیغ گردن جھکاؤ، حالانکہ یہ خیال واقعات کی روشنی میں بالکل غلط ہے، گو آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک موقع پر کفار کے قتل کا فتویٰ ضرور صادر فرمایا ہے لیکن وہ موقع محل جنگ کا تھا۔ جس میں ایسا حکم دینا ضروری تھا، کیونکہ اس موقع پر ایمان لانے والوں اور منکروں میں جنگ تھی، مشرکوں کی پے درپے حملے ایمانداروں پر ہورہے تھے۔ بھائی بھائی سے برسرپیکار تھا، اور بھتیجا چچا کے خون کا پیاسا، اس وقت آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تلقین کی مشرکوں کا قتل بحالت جنگ ضروری اور بجا ہے۔ اور اگر وہ ایسا حکم نہ دیتے تو ممکن تھا کہ جوش محبت اور خون کے اثر ایک ایماندار کا ہاتھ اپنے غیر ایماندار رشتہ دار کے اوپر نہ اٹھتا، اور صداقت و ایمان کی فتح کی بجائے شکست کا منہ دیکھنا پڑتا۔

ٹھیک اسی طور پر سری کرشن جی مہاراج نے جنگ مہابھارت کے موقع پر ارجن کو دشمنوں کے قتل کا حکم دیا، جو اس کے سب عزیز تھے، جب میدان کارزار

میں فریقین فوجیں صف آرا تھیں اور ارجن کا دل جوش محبت سے اپنے قریبی ر شتہ داروں پر تیر چلانے سے رکتا تھا، تو سری کرشن جی نے ارجن کو گیتا کی تلقین کی، جس سے ارجن کے دل میں اس قدر جرات اور طاقت پیدا ہوئی کہ اس نے بے دھڑک دشمن پر وار کرنا شروع کئے، جو سب کے سب اس کے اپنے تھے۔ اور حق و صداقت کی جنگ میں کامیاب کا سہرا ارجن کے سر رہا، اگر کرشن جی تلقین کا صرف یہی حصہ لے لیا جائے، اور ان کی دوسری حکیمانہ تعلیم کا خیال چھوڑ دیا جائے تو ہر شخص بلا تکلف یہی کہے گا کہ پریم مورت سری کرشن جی جذبات الفت اور پریم سے بے بہرہ تھے، اور ان کی تعلیم اور تربیت کا دوسرا باپ خونریزی اور قتل و غارت گری ہے۔ حالانکہ یہ خیال بالکل باطل ہے اسی طرح آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں ناواقفیت اور شرارت سے یہ کہنا کہ یہ ان کی تعلیم قتل و خونریزی تھی بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے، جس شخص کا دل ننھے بچوں کے رونے سے بے قرار اور بے چین ہو جائے، جو ہزاروں دشنام اور صلواتیں سن کر بھی اپنی نگاہ نیچی رکھے اور کعبہ مکرمہ کی فتح کے روز صبر و تحمل اور رحم رواداری کا وہ بے مثل مظاہرہ کرے کہ اس کی نظیر پیغمبران عالم میں نہیں ملتی، کہ اپنے بدترین دشمنوں کو بھی قابو حاصل ہونے پر معاف کر دیا، جو ظلم و تعدی کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرے، جو اپنا سب کچھ اللہ راہ میں غریب اور مفلسوں پر نچھاور کر دے، جو اپنے ہاتھوں سے غیر مسلموں کی خدمت گزاری کرے، اور ان کے عزت و احترام سے پیش آئے، ان کے وفدوں کا استقبال کرے اور اپنے پیارے خلیفہ عمر کی جگہ اپنے دربار میں ایک غیر مسلم کو بٹھا دے اور ایک غیر مسلم کی پھیلائی ہوئی گندگی اور نجاست کو بھی اپنے برگزیدہ ہاتھوں سے صاف کرنے میں دریغ نہ کرے، کیا اس کی شان میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک وحشی درندہ خصلت، جذبات الفت و محبت سے بے بہرہ انسان تھا ہرگز نہیں، اگر بہ نگاہ غور د یکھا جائے، تو اسلام کی تعلیم اور تلقین کا معیار محبت اور الفت پر ہے، اسلام بغض، کینہ، حسد و جذبات منافرت کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ آنحضر

ت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم ہمیشہ یہ رہی ہے کہ جو فعل کیا جائے وہ خلوص اور سچائی سے کیا جائے۔ ان کی تعلیم کا مقصد بنی نوع انسان کی خدمت گزاری ہے اور مجھے افسوس ہے کہ مسلمانوں کا بڑا حلقہ اپنے پیارے رسول کی تعلیم کے خلاف زندگی بسر کر رہا ہے۔ آنخضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات بابرکات کا ذکر جس قدر کیا جائے تھوڑا ہے، میں اس مضمون کو اس استدعا پر ختم کروں گا کہ اگر ہر ایک مسلمان آنخضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم و تلقین پر صدق دل سے عمل پیرا ہو، اور آنخضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بردباری اور درگزر کرنے کی تعلیم پر عمل کرے، تو تمام مذہب اور ملت کے جھگڑوں اور تنازعوں سے اس ملک کا چھٹکارا ہو جائے اور اصلی امن اور حقیقی فلاح اور بہبود کا دور دورہ اس اجڑے ہوئے دیار میں دوبارہ دل کو سرشار و مسرور کرے گا۔

آخر میں ایشور سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ مسلمان کو اپنے ہادی کی صحیح تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے اور میرے بھائیوں کو اسلامی تعلیم اور اسلامی رسول کی زندگی کے مطالعہ کا شوق دے کہ اس دعا کی مقبولیت پر اس دیش کا کلیان ہوگا۔

(۴)

ایک غیر تعلیم یافتہ مصلح

(پادری سی۔ اے تھامس صاحب، مبلغ مسیحی مشن)

اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے۔ ہزاروں کتابیں چاٹ کے اور اپنے سے پہلے گزرے ہوئے ہزاروں اور سینکڑوں انسانوں کے تجربات سے فائدہ اٹھا کر اگر کوئی شخص قوم کی اصلاح کی طرف مائل ہو اور ان کی اصلاح کے لئے اچھی اچھی اور نئی نئی تدبیریں بتائے تو یہ کچھ زیادہ تعجب کی بات نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی بے پڑھا لکھا آدمی جسے نہ کوئی علم ہو اور نہ تجربہ اپنی قوم کے لئے اٹھے اور ایسی ایسی عجیب باتیں انہیں بتائے کہ جن سے چند ہی روز میں ان کی تمام خرابیاں دور ہوجائیں۔ تو مجبور ہوکر ماننا پڑتا ہے کہ اس شخص کو ضرور خدا کی مدد اور خدا کی طرف سے ہدایتیں حاصل ہیں اگر یہ اوپر لکھی گئی دلیل صحیح ہے تو ہم یہ ماننے کے لئے مجبور ہیں کہ اسلام کے پیغمبر یعنی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ضرور خدا کے بھیجے ہوئے تھے اور انہیں خدا کی طرف سے ہدایت ہوئی تھی۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ایک ایسے ملک اور ایسی قوم میں پیدا ہوئے تھے کہ جہاں اچھی اور اعلیٰ تعلیم تو الگ رہی معمولی طور پر پڑھنے لکھنے کا رواج بھی کم تھا۔ یہی نہیں بلکہ آپ کی قوم اس قدر پستی میں گری ہوئی تھی کہ ان میں عام اخلاق بھی موجود نہ تھے رات دن ان لوگوں کو شراب پینے اور لڑنے جھگڑنے کے علاوہ دوسرا کام نہ تھا۔ عورتوں کو چھیڑنا ان کی عام عادت تھی اور بیٹی کے رشتہ کو اتنا برا سمجھتے تھے کہ پیدا ہوتے ہی اکثر لڑکیوں کا

گلا گھونٹ دیا جاتا تھا۔ لونڈیوں اور غلاموں سے انتہائی بے رحمی اور ظلم کا برتاؤ ہوتا تھا۔ اور خونریزی اور خونخواری اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ ذرا ذرا سی اور بالکل معمولی باتوں پر اس قدر کشت و خون ہوتا تھا کہ قبیلے کے قبیلے آپس میں کٹ مرتے تھے۔ دادا اور پردادا کے خون کا بدلہ پوتوں اور پرپوتوں تک لیا جاتا تھا۔ اور دو قبیلے بہت دنوں تک آپس میں صلح اور دوستی سے نہ رہ سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان میں تمدن بالکل نہ تھا۔ اور ایک بڑی اور مضبوط سلطنت کی بجائے چھوٹے چھوٹے قبیلے قائم تھے اور ہر قبیلے کا سردار اپنے آپ کو بادشاہ خیال کرتا تھا۔ خدا کا ڈر ہی نہیں بلکہ خدا کا تصور بھی ان لوگوں کی دلوں سے مٹ چکا تھا' اور پتھر کے بنے ہوئے بتوں کو خدا سمجھتے اور انہیں کو پوجتے تھے۔

ایسے ملک اور ایسی قوم میں خود بخود کسی شخص کے خیالات کا درست ہوجانا اور ہر بات کے متعلق اس کی بالکل صحیح رائے قائم کرلینا ضرور اس بات کا ثبوت ہے کہ اسے خدا کی طرف سے ہدایت ملتی تھی اگر ہم خداوند پر یقین رکھتے ہیں اور ہمارا یہ خیال ہے کہ اس کی طرف سے ہمارے پاس پیغمبر اور ہادی آتے ہیں تاکہ ہماری اصلاح کریں اور ہمیں اچھی باتیں سکھائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خدا کا پیغمبر نہ مانیں۔ جس طرح آپ نے اپنی قوم کی اصلاح کی اور اس کوشش میں جس قدر حیرت انگیز کامیابی آپ کو ہوئی وہ آپ کے سچے پیغمبر ہونے کا بالکل سچا اور پکا ثبوت ہے' اور اگر ہم انہیں پیغمبر نہ بھی مانیں تو تب بھی اس سے تو کسی طرح انکار ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ دنیا کے سب سے بڑے مصلحوں میں سے ایک تھے۔

دنیا میں بہت سے ایسے مصلح بھی ہوئے ہیں جو اپنے لئے دولت یا عزت حاصل کرنے کی غرض سے مصلح بن جاتے ہیں اور لوگوں کو لیکچر دیا کرتے ہیں لیکن حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح عمری ہمیں بتاتی ہے کہ

آپ نے کبھی اپنے آپ کو اپنے حواریوں سے بالا تر خیال نہ کیا اور لوگ اگر آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے بھی ہوتے تھے تو آپ منع کر دیا کرتے تھے۔ آپ نے ہمیشہ اپنے متعلق یہی کہا کہ میں بھی تمہاری ہی طرح سے خدا کا ایک بندہ ہوں۔ اور مجھے کسی چیز پر کوئی اختیار نہیں ہے اختیار والا حاکم اور مالک خدا ہے۔ (یہ آپ کی عاجزی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو صاحب اختیار محبوب بنایا) حالانکہ آپ آخری زمانہ میں دنیاوی حیثیت سے بھی ایک اچھے خاصے بادشاہ ہو گئے تھے۔ لیکن آپ نے کبھی اپنی زندگی کی ضرورت سے زیادہ اپنے اوپر خرچ نہیں کیا۔ آپ کی تمام عمر غریبی اور فاقہ کشی میں کٹی۔ آپ کے پاس جو کچھ آتا تھا اسے خدا کی رہ میں خرچ کر دیتے تھے اور ان کی باتوں سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کو نہ دولت کی ہوس تھی اور نہ عزت کا لالچ بلکہ آپ نے ساری عمر صرف اپنی قوم کی درستی اور اصلاح کی خاطر مصیبتیں بھگتیں اور تکلیفیں اٹھائیں۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب لوگ کسی بڑے مرتبہ پر پہنچ جاتے ہیں تو ان کا اخلاق خراب ہو جاتا ہے۔ مگر آپ کے اخلاق میں کسی وقت میں کوئی فرق نہ آیا اور آخر وقت تک آپ اسی قدر تواضع اور انکسار سے لوگوں کے ساتھ پیش آتے رہے۔ آپ کو سب سے زیادہ خیال، سچائی، انصاف اور مساوات کا رہتا تھا۔ کسی عورت نے چوری کی تو اسے سزا دیتے وقت کہا کہ اگر میری بیٹی چوری کرتی تو میں اسے بھی یہی سزا دیتا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتایا۔ کہ اگلی قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ بڑے آدمیوں کے ساتھ رعاتیں کی جاتیں اور ان کے گناہوں کی سزا نہ دی جاتی تھی۔ ملازموں سے نیک سلوک کرنے کی اور انہیں بالکل اپنے جیسا انسان سمجھنے کی ہدایت آپ نے اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک کی ہے۔ علم کی بھی آپ کی نگاہ میں بڑی عزت تھی اور آپ کا قول ہے کہ عالموں کی دوات کی سیاہی دین کے لئے لڑنے مرنے والوں کے خون سے زیادہ

(۵)

معلم اعظم

(بابو شیام سندر صاحب ڈوگرہ کاشمیری، سابق مدیر رنبیر)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کے بلند پایہ معلمین میں سے تھے، اس سے منکر ہونا صداقت سے انحراف کرنا ہے۔ آپ کی تعلیم میں درس توحید نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی تعلیم ایک اور صرف ایک ہی خدا کی پرستش کرنا وحدت پرستی ہے۔ آپ نے یہ پیغام اس وقت دیا تھا۔ جب دنیا میں ہر پتھر خدا اور ہر شجر موضوع پرستش تصور کیا جاتا تھا۔ آپ نے اس کے عوض میں ہزاروں سختیاں برداشت کیں، پیارا وطن چھوڑا، لیکن اشاعت حق میں فرق نہ آیا اور آج اس کا اثر عالمگیر صورت اختیار کر رہا ہے ــــــ

خدائے واحد کے درس پرستاری کے بعد آپ نے دنیا کو اخوت و مساوات کا سبق دیا۔ بلندی اور پستی کو ایک سطح پر لانا اور دلوں میں اس بات کا احساس پیدا کر دینا کہ سب انسان ایک ہی خدا کے بندے ہیں، چھوٹا بڑا کوئی نہیں۔ ایک ایسا امر ہے۔ جس کی داد آپ کے دوست دشمن دونوں دیتے ہیں، خود آپ ایک عالم با عمل کی طرح اس پر ہمیشہ عامل رہے اس کی بہترین مثال بلال (رضی اللہ عنہ) کی زندگی ہے۔ ایک حبشی زادہ حقیر کالا کلوٹا، غریب و نادار تہذیب و تمدن سے نا آشنا، مجسم وحشت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے، اسلام لاتا ہے، اور یہ شرف حاصل کر لیتا ہے کہ دین و دنیا کی سب سے بلند ہستی کے پہلو بہ پہلو بیٹھتا ہے۔

شرفاء کے ساتھ ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھاتا ہے۔ اور اسے کبھی یہ محسوس کرنے کا موقع نہیں ملتا کہ وہ ایک حبشی ہے' حقیر غلام ہے' قابل نفرت وحشی نسل سے ہے۔ یہ واقعہ اس زمانے کا ہے جب تاریکی' جہالت اور بربریت کا دور دورہ تھا' تہذیب و تمدن مٹ چکا تھا۔

اور پھر اس وحشی نژاد کے سپرد وہ کام کیا جاتا ہے' جو مسلم کو خدائے اقدس کی حضور بلاتا ہے آج بلالی اذان عرب کے ذرہ ذرہ میں گونج رہی ہے۔

آپ ایک مقدس ریفامر تھے۔ آپ نے اخوت و ہمدردی اور خدا پرستی کی تعلیم دے کر دنیا کو تباہی سے بچالیا۔ اس وقت کی غارتگروں کو غارتگری سے منع کردیا۔ جابروں کو صابر بنا دیا۔

آپ کی تعلیم میں زندگی ہے۔ مگر ایسی زندگی جو دوسروں سے زندگی کی بھی خواہاں ہے۔ آپ دنیا میں ایک مصلح کی حیثیت سے تشریف لائے' آپ نے ایک ایسی بلند قوت پائی تھی' جو بشریت سے بہت ارفع ہے۔

اس وقت جب آپ ایک پیغمبر کی حیثیت سے دنیا میں ظاہر ہوئے عرب کی کیا حالت تھی' اس کا بیان ایک دفتر چاہتا ہے۔ اس وقت دنیا کو پیغام حق سنانا' جاہلوں گنواروں' ڈاکوؤں مفسدوں اور دہریوں کو راہ راست پر لانا آپ ہی کا کام تھا۔

اس کامیابی کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ آپ میں تعصب نہیں تھا۔ آپ دوسرے مذہب کے بزرگوں اور نبیوں کی بہت عزت کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد خداوندی ہے۔ کہ

ان من امتہ الا خلا فیھا نذیر (فاطر: ۲۴)——

(دنیا کی ہر قوم میں نبی اور نذیر ہوئے)

یعنی آپ بحکم خداوند تمام نبیوں اور رسولوں کی نبوت کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنے پیروؤں کو ہدایت فرماتے ہیں کہ وہ "لا نفرق بین احد من رسلہ"

پر عمل کریں۔ (ہم رسولوں میں کسی رسول کے درمیان فرق روا نہیں رکھتے)

تعصب و ضد کو چھوڑ کر اگر نظر غائر سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے۔ تو آپ کی زندگی میں وہ خاص نظارے نظر آتے ہیں جو کسی نبی کی نبوت کا ثبوت ہیں اور جس کی طرف کرشن بھگوان نے لطیف پیرایہ میں یہ اشارہ کیا ہے۔
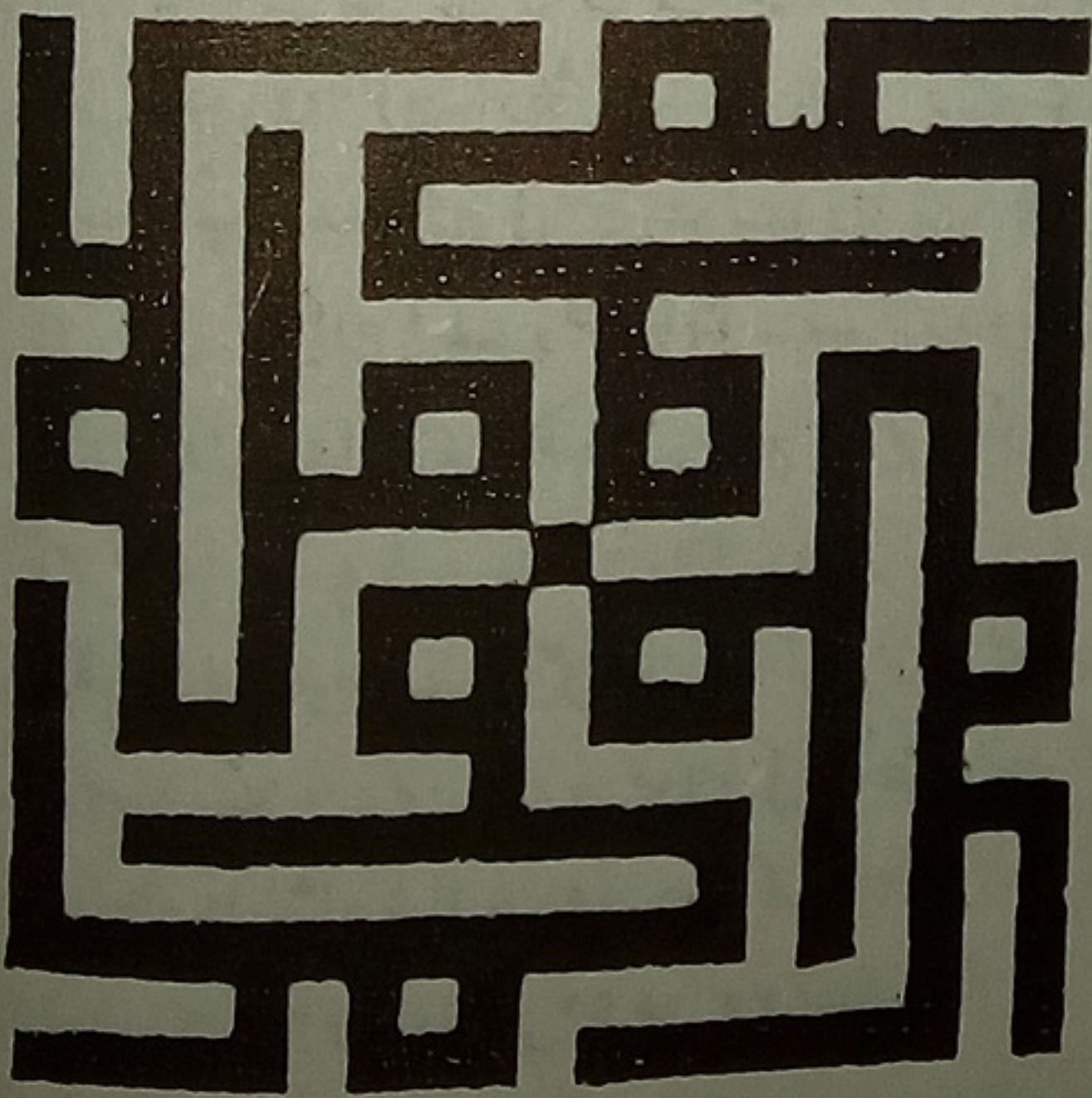
(۶)

رسول عربی کی اخلاقی تعلیم

(رائے بہادر لالہ پارس داس صاحب جینی، مجسٹریٹ وشاہی خزانچی دہلی)

گوہر سے نہیں دریا خالی پھولوں سے نہیں گلشن خالی
افسوس ہے تجھ پر دست طلب اب بھی جو رہے دامن خالی

میرا عقیدہ ہے اور غالباً" یہ عقیدہ کسی مذہب کی خلاف نہ ہوگا کہ دنیا میں جس قدر مذاہب ہیں ان کی بنیاد نیکی پر ہے اور وہ صرف اس پاک مقصد پر مبنی ہے کہ نوع انسانی دنیا میں امن و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ اسی لئے اگر کوئی شخص مختلف مذاہب عالم کے اصول یکجا کرکے ایک دوسرے کا موازنہ کرے تو وہ دیکھے گا کہ اصولی حیثیت سے کوئی مذہب ایک دوسرے سے ذرا بھی اختلاف نہیں رکھتا۔ اسی طرح مختلف مذاہب کے احکام اور ممنوعات پر غور کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ ان میں مطلق اختلافات نہیں ہے مثلاً کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے سچ بولنے، بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کرنے اور پاک وسائل سے روزی کمانے کا حکم نہ دیا ہو۔ اسی طرح کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے جھوٹ چوری بدکاری وغیرہ سے نہ روکا ہو۔ جب اصولی حیثیت سے تمام مذہب نیکی پر مبنی ہیں تو ہر مذہب واجب الاحترام ہے اور جب ہر مذہب واجب الاحترام ہے تو مذہبوں کے بانی اور وہ مقدس ہستیاں جن کے ذریعہ سے دنیا کی رہنمائی ہوئی ہر انسان کے لئے بلا اختلاف مذہب وملت واجب الاحترام ہونے چاہئیں اس میں شک نہیں کہ ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ اختلاف بھی

پائے جاتے ہیں لیکن یہ اختلاف فروعی ہیں اور ایسے ہیں کہ ان سے مفر کی کوئی صورت نہیں۔ ایسی حالت میں ہر قوم اور ہر ملک کچھ مخصوص حالات رکھتا ہے۔ اگر مذہب ان کے لئے بعض ایسے فروعی امور تجویز کرے کہ ایک مقام اور ایک قوم کے حالات دوسری قوم اور دوسرے مقام کے لئے موزوں و مناسب ثابت نہ ہوں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ جو باتیں ایشیا کے لئے مناسب ہیں ان کا یورپ کے لئے مناسب ہونا ضروری نہیں اور جو باتیں خط استوا کے باشندوں کے لئے لازمی ہیں وہ قطب شمالی کے باشندوں کے لئے لازمی نہیں کہی جاسکتیں۔ پس ایسے اختلافات جو قومی خصوصیات اور جغرافیائی حالات کے ماتحت ہوں ایک دانشمند اور وسیع النظر انسان کے لئے قابل توجہ نہیں۔ جب اصولی حیثیت سے ہر مذہب اپنے اندر یکساں خوبیاں رکھتا ہے۔ ایک ہی طرح کی نیک ہدایات ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ تو باہم کسی طرح کا تفرقہ اور کسی امتیاز کا موقع نہیں رہتا۔ اور جس طرح یورپ، ایشیا، عرب، عجم کے باشندے ہزارہا مقامی اختلافات کے باوجود انسان ہونے میں ایک ہیں۔ اسی طرح مختلف مذاہب کے افراد ہزارہا فروعی اختلافات رکھنے کے باوجود درحقیقت ایک ہی مذہب رکھتے ہیں۔

جب یکرنگی کا یہ عالم ہے اور دنیا جسے اختلاف کہتی ہے وہ درحقیقت کوئی اختلاف نہیں ہے تو ہر مذہب اور ہر بانی مذہب کی عزت ایسی ہی ضروری ہے جیسی اپنے مذہب اور اپنے پیشوایان مذہب کی اور اس حقیقت کو پیش نظر رکھ کر میری اس موضوع پر لب کشائی کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ بلکہ ایک فرض کی ادائیگی ہے۔ جس کی مجھ سے توقع کی جاسکتی ہے۔

حضرت پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق مسلمان صاحبان جو کچھ جانتے ہیں۔ میں قدرتی طور پر اس کا عشر عشیر بھی نہیں جانتا۔ اور

اس لئے مشکل ہے کہ میں ——— کوئی نئی بات پیش کروں یا اپنے مسلمان بھائیوں کی معلومات میں کچھ اضافہ کرسکوں۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق میں جو کچھ واقفیت رکھتا ہوں، اس کا بیشتر حصہ مسلمان صاحبان کی تصانیف پر اور کچھ دیگر اہل مذاہب کی منصفانہ تحریروں پر مبنی ہے۔ اور اس لئے اس خاص موضوع پر قارئین کے لئے میرا کچھ عرض کرنا بالکل "گلے ہکلستان آوردن" کا مصداق ہے۔

حضرت پیغمبر اسلام کی مقدس زندگی کے جس قدر حالات مجھ کو معلوم ہوئے ہیں وہ تمام تر روح کو مسرور اور دل کو فریفتہ کرنے والے ہیں۔ اور وہ صرف ایک ایسی مبارک ہستی سے وابستہ ہوسکتے ہیں جس کو قدرت دنیا کی رہنمائی اور نوع انسانی کی پیشوائی کے لئے انتخاب کرے۔ آپ کی سوانح زندگی اور حالات خاص اتنے زیادہ ہیں کہ "سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے" لیکن میں اس جگہ صرف آپ کے اخلاق اور رحم و شفقت کے متعلق چند الفاظ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں ایک جینی ہو اور جین مذہب تمام تر رحم و شفقت پر مبنی ہے۔ اور اس لئے خصائل انسانی میں یہ صفت مجھے سب سے زیادہ محبوب نظر آتی ہے۔ آپ کی زندگی کے جو حالات معلوم ہوئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نہایت ہمدرد، شفیق، مہرباں، خدا ترس اور رحم دل تھے۔ آپ ادنیٰ باتوں میں بھی کسی کی دل آزاری و دل شکنی گوارا نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے خادم جو تمام عمر آپ کی خدمت میں حاضر رہے قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر کوئی بات آپ کو ناگوار معلوم ہوئی تو آپ نے مجھ سے کبھی نہیں فرمایا کہ یہ بات تو نے کیوں کی اور اگر حضور کے متعلقین میں سے کسی نے ملامت کی تو فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو تقدیر میں یونہی تھا۔ اگر کوئی شخص آپ کو کسی کام سے روک لیتا تو آپ اس وقت تک توقف فرماتے جب تک وہ

خود نہ چلا جائے۔
اگر آپ کو کسی کی بات بری محسوس ہوتی تھی تو آپ بہ خیال دل شکنی اس کا نام نہ لیتے بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایسا کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی لفظ آپ کو برا معلوم ہوتا تو صراحتاً نہ کہتے بلکہ اشارتاً کہتے۔

ایک دن ایک دہقانی آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کی چادر کو جو موٹے کنارے کی تھی اس زور سے جھٹکا دیا کہ چادر کے کنارے کی رگڑ سے گردن مبارک میں نشان پڑھ گئے۔ ساتھ ہی اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ اے محمد خدا کا مال جو تمہارے پاس ہے وہ تمہارا نہیں ہے' اس میں سے ایک بار شتر مجھ کو دو۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ مال بے شک خدا کا ہے۔ اور یہ کہہ کر حکم دیا کہ اسے ایک بار شتر دے دیا جائے۔ آپ کی عادت تھی کہ نماز فجر سے فارغ ہو کر آپ اپنے ہر رفیق کا حال پوچھتے تھے۔ اور ہر ایک کے ساتھ مناسب سلوک کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا ادب نہ کرے۔

آپ ہر وقت اپنی نگاہ نیچی رکھتے تھے۔ کسی کا عیب دیکھنے یا معلوم کرنے کی کوشش نہ فرماتے تھے۔ اگر اتفاقاً" معلوم بھی ہو جاتا تو چشم پوشی فرماتے تھے۔

ایک دفعہ آپ کو کسی شخص نے راستہ روک کر کہا کہ آپ یہاں ٹھہریں مجھے آپ سے کام ہے پھر وہ شخص چلا گیا اور اسے یاد نہیں رہا آپ اسی مقام پر موجود رہے۔ جہاں وہ ٹھہرا گیا تھا۔ یہاں تک کہ دن گزر کر رات آگئی۔ دوسرے دن وہ شخص پھر اسی راستہ سے گزرا۔ آپ کو وہاں دیکھ کر اپنی حرکت پر بہت منفعل ہو اور آپ سے معذرت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں بھول چوک انسان سے ہو جاتی ہے۔

اہل مکہ جنہوں نے تیرہ سال تک آپ کو اور آپ کی پیروی کرنے والوں کو سخت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائیں تھیں ۔ عبادت کرتے ہوئے آپ پر غلاظتیں پھینکیں۔ ہر قسم کی گستاخیاں کیں آپ کے رفیقوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے۔ آپ کو وطن سے بے وطن کردیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو وہ آپ کے سامنے لائے گئے۔ اس وقت ان کو کامل یقین تھا کہ آج ہماری تمام تکلیفوں شرارتوں اور ظلم و ستم کا پورا پورا بدلہ لیا جائے گا۔ آپ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ اب میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا ۔ سب نے نظر جھکا کر دبی زبان میں کہا آپ رحم فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا اے اہل مکہ میں تم سے کوئی بدلہ لینا نہیں چاہتا۔ جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو خدا تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

جب ایک موقع پر ایک مخالف کے پتھر سے آپ کے دانت شہید ہوئے اور رخساروں سے خون بہنے لگا تو اس کو آپ پوچھنے لگے' اور فرمایا کہ اگر کوئی قطرہ میرے خون کا زمین پر گرا تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر عتاب نازل کرے گا۔ یہ بات آپ کے رفیقوں پر شاق گزری اور انہوں نے عرض کیا کہ آپ مخالفوں کے حق میں بد دعا فرمایئے۔ آپ نے جواب فرمایا کہ میں بددعا کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں' بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی کہ اے خدا میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ ناواقف ہے۔

ایک دن ایک یہودی نے جس سے آپ نے ایک مقررہ میعاد کے لئے قرض لیا تھا۔ میعاد سے تین دن پہلے آکے سختی کے ساتھ تقاضہ کیا۔ آپ کے کرتے و چادر کو پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ آپ لوگ بڑی دیر لگاتے ہیں۔ لایئے ہماری رقم دلوایئے حضرت عمر وہاں موجود تھے۔ یہودی کی یہ بے ادبی دیکھ کر بے تاب ہوئے آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اور آپ سے عرض کیا

کہ اگر آپ اجازت دیں تو اس بے ادب کی گردن اڑا دوں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ اے عمر! تمہیں اس وقت مناسب تھا کہ مجھ سے یہ کہتے کہ رقم اداکردو' اور اسے یہ سمجھاتے کہ انسانیت سے تقاضہ کرو۔ اچھا اگر مدت میں تین دن باقی ہیں۔ لیکن اس کا قرضہ اداکردو اور تم نے جو ڈرایا دھمکایا ہے اس کی عوض کچھ زیادہ دو۔

آپ کا ارشاد ہے کہ جس کے دل میں نرمی نہیں اس کے دل میں نیکی نہیں ہے۔ خدا نرمی والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اپنے نرم دل بندوں کو ان کی نرمی پر جن مہربانیوں سے سرفراز کرتا ہے۔ ان سے سخت دل لوگ محروم ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے کو رنج نہ پہنچے اور مومن وہ ہے جس سے سب کی جان و مال کو امن ہو۔ اسلام میں وہی لوگ داخل ہیں جو نرمی سے بات کرتے ہیں۔ اور تمام ایمان والوں میں سے افضل وہ ہیں جن کی عادتیں نیک ہیں۔

ایک دفعہ آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ مذہب کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خوش اخلاقی۔ کسی نے آپ سے پوچھا بہ اعتبار ایمان کون افضل ہے۔ آپ نے فرمایا جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ تم زمین والوں پر رحم کرو' آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی میں ڈالے گا۔ اپنے بندوں میں خدا کا سب سے پیارا وہ بندہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔

ایک دفعہ مخالفین کی ایک جماعت جنہوں نے مسلمانوں کو سخت ایذائیں دی تھیں۔ قید ہو کر مدینہ میں آئی۔ ان کی مشکیں باندھ کر ایک خیمہ میں ڈال دیا گیا۔ آپ شب کو اس خیمہ کے قریب ہی عبادت میں مشغول تھے۔ یکایک ان کے کراہنے کی آواز آئی۔ آپ ان کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ' کیا تکلیف ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری مشکیں سخت بندی ہوئی ہیں۔ آپ نے اسی وقت سب کی مشکیں کھلوا دیں اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔

(۷)

کیا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایت اور تلقین عمل پیرا اثر رکھتی ہے

(پنڈت برجوہن صاحب بی اے، دتاتریہ کیفی دہلوی، لیکچرار، پنجاب یونیورسٹی)

جناب سید صاحب!

مانا کہ یہ چودھویں صدی ہے۔ لیکن پیشوا کے رسول نمبر کے اہتمام کے وقت آپ نے یہ تو سوچا ہوتا کہ آپ کس سے کیا فرمائش کررہے ہیں۔ ایسا دقیع موقع، اتنا جید موضوع اور مجھ جیسے ہمہداں پر تاکیدی احکام۔ تعجب ہے کہ اس سلسلے میں آپ نے اپنے آقا اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول پاک کا بھی خیال نہ کیا۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے۔

استعینوا علی کل صنعتہ باھلھا

(ترجمہ) سب کاموں میں ماہروں سے مدد لو

خیر میری صحت ابھی تک درست نہیں ہوئی۔ داہنے ہاتھ پر بدستور پٹی موجود ہے۔ محض بمصداق الامر فوق الادب یہ چند سطریں پیشوا کی نظر کرتا ہوں۔ یہی خط اور یہ ہی مضمون۔

اس تحریر کا موضوع ہے (۱) کیا رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلقین محض خیالی تھی یا عمل پیرائی کے قابل۔اور (۲) کیا اس تلقین پر عمل ہوا اور ہو سکتا ہے؟

میں صرف چند حدیث شریف پیش کروں گا۔ ان کی قدرے تشریح

کروں گا اور یہ آپ کے ناظرین کے لئے چھوڑ دوں گا کہ تاریخ سے اس کا نتیجہ اخذ کریں۔ میرا مقصود یہ ہے کہ میں نے رسول مقبول کی تعلیم جیسا کہ اسے مطالعہ کیا ہے اور پایا ہے' اس کا اظہار کردوں۔ تاکہ وہ غلط فہمیاں جو عام طور پر پھیلی ہوئی ہیں رفع ہو جائیں۔ آج اگرچہ مسلمانوں میں وہ اوصاف حمیدہ نہیں پائے جاتے' یا کم ہیں۔ جن کا ذکر اس تلقین میں ہے۔ تو اس سے وہ تلقین ناقص نہیں ٹھہر سکتی۔ یہ افراط و تفریط ہر مذہب و ملت میں موجود ہے۔

وہ حدیث جو میں پہلے لکھ آیا ہوں۔ غور کیجئے تو ثابت ہو گا کہ کتنی عقل عمل اور آل اندیشی اس میں متضمن ہے۔ فرماتے ہیں: ہر کام میں اس کام کے ماہروں سے مدد لو۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مفسرین کا حاشیہ اس حدیث پر کیا ہے۔ میں اس کی تفسیر اس طرح کرتا ہوں۔

(۱) ہر کام میں ان شخصوں سے مدد لو جو اس کام کے اہل ہوں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے بہت سے ایسے پہلو اور فروع تمہیں معلوم ہو جائیں گے۔ جو پہلے معلوم نہ تھے اور تم خود رائی کے عیب سے بچ جاؤ گے۔

(۲) ایک کام میں اس شخص سے مدد نہ لو جو اس کا اہل نہیں۔ بلکہ مدد ہمیشہ اس سے لینی چاہئے جو مدد دینے کی اہلیت رکھتا ہو۔ رسول اللہ جانتے تھے کہ کسی زمانے میں لوگ اصل تلقین سے دور ہو کر جہالت اور غفلت میں پڑ جائیں گے۔ یا ایک اہم مسئلہ کے حل کرنے میں الجھیں گے۔ اس لئے یہ ہدایت فرمائی جو عقل عمل کی روح رواں ہے۔

ایک اور جگہ آپ نے فرمایا:۔

خذ الحکمت ولا یضرک من ای د علہ خرجت

(ترجمہ) حکمت جاہئے کسی مخرج سے نکلے وہ تمہیں مضرت نہیں پہنچائے گی۔ اسے لبیک کہہ کر لے لو۔

جو لوگ جہالت کی وجہ سے الزام دیتے ہیں کہ رسول عرب کی تعلیم

محض شراب طہور اور حور و غلماں کا لطف صحبت حاصل کرنے کی غرض و غایت رکھتی ہے۔ وہ ذرا آنکھیں کھول کر اس حدیث کو پڑھیں اور اس کا مطلب سمجھیں۔ کیا اس کے یہ معنی نہیں کہ ایک غیر مسلم بلکہ مخالف اسلام کے پاس بھی اگر کوئی علم و ہنر ہے تو ضرور اس سے سیکھ لو' اور ہر گز یہ خیال نہ کرو کہ وہ کافر یا مرتد ہے۔ تہذیب معاشرت اور خلقت کی بہبود کی اس سے بہتر کیا ہدایت ہو سکتی ہے۔ اس کے جواب سے میری سمجھ قاصر ہے۔

ہمہ اوست کہئے یا ہمہ ازوست۔ یہ مسئلہ سب کے ہاں موجود ہے۔ یہ حقیقت آنحضرت کے ذہن سے کیونکر دور ہو سکتی تھی۔ ارشاد ہوا۔

الخلق کلهم عیال الله واحبهم الی الله انفعهم لعیاله

(ترجمہ) تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس جو اس کے عیال یعنی مخلوق کو سب سے زیادہ نفع پہنچائے وہی خدا کا سب سے بڑا دوست ہے۔

اب اگر کوئی محدث اس میں یہ شاخسانہ لگائے کہ مخلوق سے مطلب وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ تو میرے خیال میں ہر سچا مسلمان اور مذاہب کا محقق اسے کٹ ملا کہے گا۔ یا اگر کوئی غیر مسلم یہ خیال کرتا ہو کہ "عالمگیر پریم" اسی کے ہاں موجود اور اسلام میں مفقود ہے تو میں اسے کلجگی پنڈت کہوں گا۔ اگر مسلمانوں میں کچھ یا اکثر اشخاص اس تعلیم کو بھول گئے ہیں۔ تو قصور خود ان کا ہے نہ کہ معاذ اللہ اس تعلیم کا' یہ ہے وہ عالمگیر پریم اور افادت عامہ بلا قید مذہب و ملت جس کے عمل کے محاسن سے اسلامی تاریخ بھری پڑی ہے۔

ایک حدیث اور لکھ کر پھر میں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلقین کے عملی نتائج کے ثبوت میں اپنی ایک نظم پیش کروں گا۔ حضرت نے فرمایا۔

ثلث من کن لیہ حا سبہ اللہ حسلہا" یسمرا واد خلہ ا لجنتہ برحمتہ، تعطی من حرمک و تعفو من ظلمک وتصل من تعطعک

(ترجمہ) جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی خدا اس کا حساب آسانی سے لے گا۔ اور اپنی رحمت سے اسے جنت دے گا۔ اول یہ کہ جس نے تمہیں محروم کیا تو اس کے ساتھ عطا کر۔ دوسرے یہ کہ جس نے تجھ پر ظلم کیا تو اسے معاف کردے۔ تیسرے یہ کہ جس نے تیرے ساتھ قطع رحم کیا تو اس کے ساتھ صلح رحم کر۔

کیسی اعلیٰ اخلاقی تعلیم ہے۔ جس میں مذہب وملت کی کوئی تخصیص نہیں اور پھر کتنی مفصل اور صاف ہے۔ نہ ابہام کی گنجائش رکھی نہ تاویل کی لاگ لپیٹ۔ جس ہادی دین کی یہ تعلیم ہو۔ جس کے چند نمونے دکھائے گئے ہیں۔ اس کی تعلیم و تلقین کو مخرب اخلاق وشائستگی سمجھنا، سمجھ کا پھیر یا ہٹ دھرمی ہے۔ اگر عام طور پر آج کل کے مسلمانوں میں یہ اوصاف کم ہیں یا ان ہدایتوں پر ہمیشہ عمل نہیں ہوتا۔ تو لوگوں کا قصور ہے نہ کہ ہدایت کا۔ نقص تمثیل کے طور پر بدھوں کا نام لیا جاسکتا ہے۔ مہاتما گوتم بدھ نے تلقین کی کہ کسی کی جان نہ لو۔ حتی کہ خدا اور دیوی دیوتاؤں کو جو جانوروں کی قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں وہ بھی بند کرادیں۔ لیکن آج کے پیروؤں کے ڈاڑھ سے شاید ہی کوئی جانور بچتا ہو۔ پھر کیا بدھستوں کے اس طرز عمل سے مہاتما گوتم بدھ کی تعلیم کو بدنام کیا جائے گا۔ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ نہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کی بداعمالی سے اسلامی تعلیم پر کسی قسم کی حرف گیری نہیں کی جاسکتی۔ رحم اور افادات عامہ خلائق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلقین میں کیا جگہ رکھتے ہیں اور سچے مسلمان اس تعلیم پر کس قدر عمل پیرا ہوئے اس کا ذکر ذیل کی نظم میں ہے۔

(۸)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پوتر چرنوں میں شردھا کے پھول

(لالہ امیر چند صاحب کھنہ حافظ آبادی آریہ سماجی)

میرے محترم دوست حافظ عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر "پیشوا" دہلی کا ارشاد ہے کہ میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کچھ لکھوں' میں سمجھتا ہوں کہ بقائی صاحب نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ مجھے اس قسم کی دعوت دی ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں آج اپنے قلم سے اس پوتر جیون کی استتی میں اپنے ناچیز خیال کا اظہار کر رہا ہوں۔ جو دنیا کی بہترین ہستی اپنی تعلیم کی وجہ سے تسلیم کی گئی ہے۔ آج اس قلم کی شان میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ جس نے ہزاروں صفحے لکھ ڈالے کیونکہ کہ اس سے دنیا کی نہایت ہی عظیم الشان جیونی پر چند سطور لکھی جا رہی ہیں۔ بہرحال میں جناب بقائی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جنم دن کی یادگار میں شائع ہونے والے رسول نمبر میں لکھنے کی دعوت دی۔

یہ مسلمہ امر ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عرب کے ہادی' اسلام کے بانی تھے۔ آپ نے دنیا میں وہ کچھ کر دکھایا جو دوسروں کے لئے غیر ممکن تھا۔ مسدس حالی پڑھیے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ عرب آپ کی پیدائش سے پہلے کیا تھا۔ عرب میں توہمات جہالت' اور ہٹ دھرمی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا تہذیب' اور علمیت کا عرب میں نام و نشان نہ تھا۔ غرض کہ عرب اور اس کے رہنے والے احساسات انسانیت سے عاری تھے۔ جب ان حالات میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہوا تو آپ نے حالات پر کچھ اس قسم کا قابو پالیا کہ جہالت علمیت سے' وحشت تہذیب سے' ہٹ دھرمی طبع سلیم سے تبدیل ہو گئی اور عرب و عجم میں ایک عظیم الشان انقلاب ہو گیا۔ اور ریگ زار عرب کا ذرہ ذرہ درخشاں ہو گیا۔ تاریک عرب چمک اٹھا' خدا سے بے بہرہ عرب' توحید پرست ہو گیا۔ توہم پرست عرب خدا پرست عرب بن گیا۔ یہ ایک ایسی تبدیلی تھی۔ جسے نمایاں اہمیت دی جا سکتی ہے اور جو دنیا میں آپ اپنی مثال ہے۔

پوتر گیتا کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ بھگوان کرشن نے دنیا کی تمام قوموں سے ایک مشہور

زماں وعدہ کیا تھا۔ جس کا ترجمہ اکبر کے مشہور نورتن فیضی نے اس طرح کیا ہے۔

چوں بنیادِ دیں سست گردد بسے
نمائم خود را بشکل کسے

یہ وعدہ یہ امید کی جھلک فقط بھارت والوں کے لئے ہی نہیں ہے۔ تمام عالم کے لئے ہے اور تمام سنسار کے لئے ہے۔ اس مشہور وعدہ کا ایفا عرب میں ہوا اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہوا۔ عرب میں خدا پرستی کی جڑیں کھوکھلی ہوچکی تھی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، خدائے برتر کی جانب سے رسول خدا ہوکر آئے اور عرب کی کلیا پلٹ دی اور تمام عالم میں اسلام کا پرچم سربلند کیا۔ ریگ زار عرب کا ذرہ ذرہ چمکا دیا۔ اور خدائی احکامات کو دنیا والوں تک پہنچا دیا۔

حکایت بود بے پایاں بہ خاموشی ادا کردم

اور ان کی تعلیم نے تمام عالم کو رہ ہدایت دی اور یہ ان کی مقدس تعلیم کے مطالعہ کا اثر ہے کہ میں آج ان کے جنم دن کی خوشی میں ان کی خدمت میں فرط عقیدت سے شردھا کے پھول پیش کرتاہوں۔
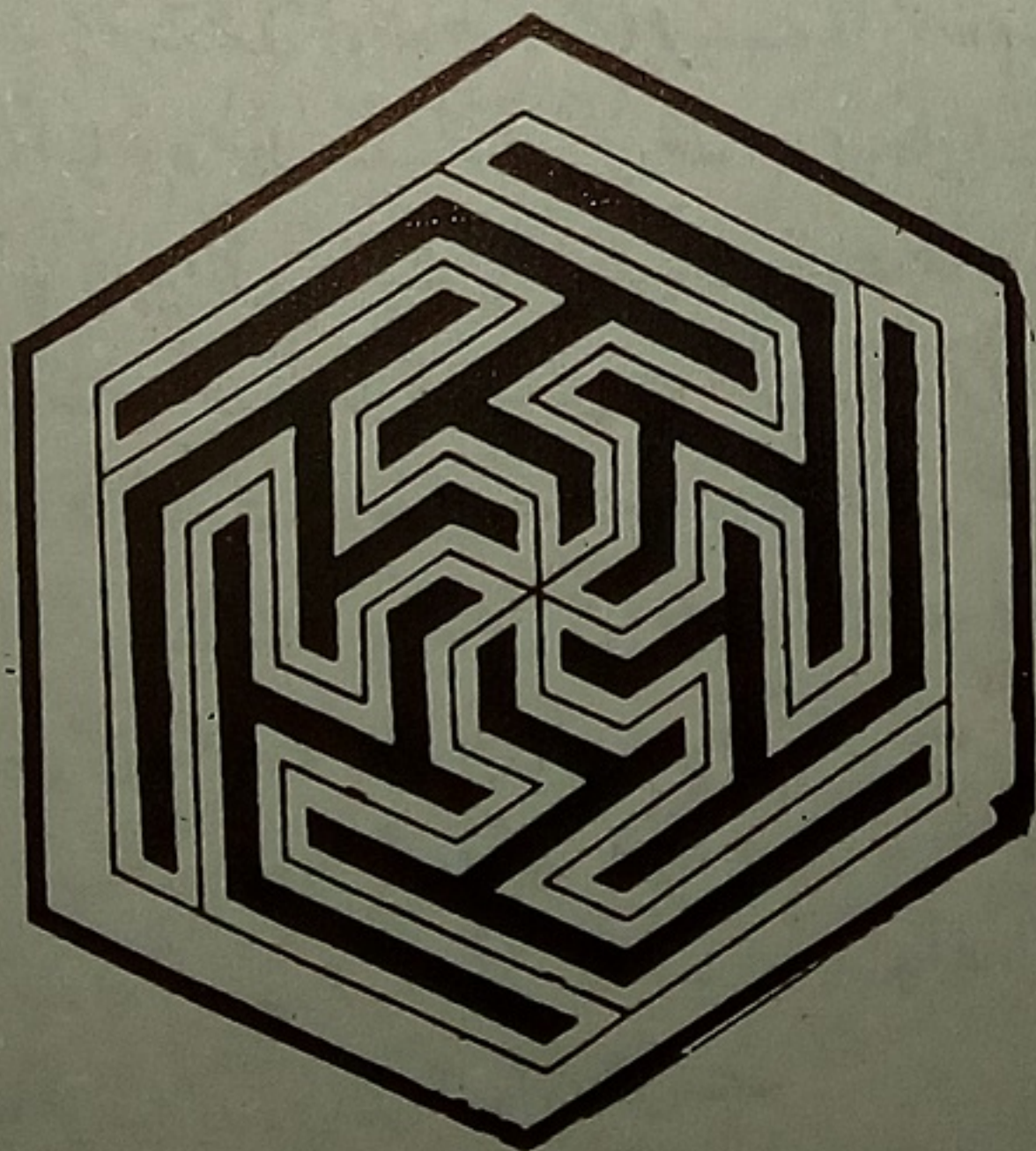
(۹)
شہ لولاک (صلی اللہ علیہ وسلم) مشاہیر کی نظر میں

(پرنسپل مشتاق احمد صدیق)

(۱)

آیئے دیکھتے ہیں کہ غیر مسلم دانشوروں نے حضور سید المرسلین، خاتم النبین، شفیع المذنبین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف اور توصیف کتنے حقیقت پسندانہ انداز میں کی ہے۔ ایک ہندو دانشور پروفیسر راما کرشنا راؤ صدر شعبہ فلسفہ آرٹس کالج میسور (بھارت) اسلام کی عظمت و دانش کو مختصر مگر جامع الفاظ میں یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

"اسلام اعلی علم و دانش کا واعی ہے جسے خدا نے روئے زمین پر نازل فرمایا"

چیمبرز انسائیکلو پیڈیا میں مقالہ نگار نے اسلامی تعلیمات کی آفاقی اقدار، عالمگیر صداقتیں، رشد و ہدایت، دعوت و ارشاد اور مکارم اخلاق کی انقلاب آفریں کامیابیوں کا اعتراف مفصل انداز میں کیا ہے، لکھتے ہیں۔

> "مذہب اسلام کا نہایت کامل اور روشن رکن قرآن مجید ہے۔ اس کی اخلاقی تعلیم میں ناانصافی، کذب، غرور، انتقام، غیبت، استہزا، طمع، اسراف، عیاشی، بدگمانی نہایت قابل مذمت قرار دی گئی ہے۔ اس کے برعکس نیک نیتی، فیاضی، حیاء، تحمل، صبر، بردباری، کفایت شعار، سچائی، راست بازی، ادب، صلح، سچی محبت اور سب سے مقدم اور اہم خدا پر ایمان لانا اور اس کی رضا پر توکل کرنا سچی ایمانداری کی اہم شرط ہے اور سچے مسلمان کی نشانی خیال کی گئی ہے"

پروفیسر راما کرشنا راؤ اپنی کتاب "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیغمبر اسلام" میں حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت اور جامع الصفات شخصیت کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے

ہیں۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت کی مکمل صداقت بیان کرنا انتہائی مشکل ہے میں صرف اس کی ایک جھلک بیان کر سکتا ہوں' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بحیثیت پیغمبر' محمد بحیثیت جرنیل' محمد بحیثیت بادشاہ' محمد بحیثیت سپاہی' محمد بحیثیت تاجر' محمد بحیثیت مبلغ' محمد بحیثیت فلسفی' محمد بحیثیت سیاست دان' محمد بحیثیت مصلح' محمد بحیثیت یتیموں کے سرپرست محمد بحیثیت غلاموں کے محافظ' محمد بحیثیت عورتوں کے نجات دہندہ' محمد بحیثیت جج' محمد بحیثیت روحانی پیشوا۔ ان تمام اعلیٰ کردار اور ان تمام انسانی قدروں میں آپ ہیرو کی مانند تھے۔"

ایک دوسرے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:۔

"مہاتما گاندھی کے بقول پوری اقوام جنوبی افریقہ میں اسلام سے خوفزدہ ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسلام نے اسپین کو تہذیب دی' اسلام نے مراکش میں نور کی شمع روشن کی اور پوری دنیا کو بھائی چارہ کے اصول سے آگاہ کیا۔"

آیئے اس امر کا جائزہ لیتے ہیں کہ مغربی معاشرے کی گود میں پروان چڑھنے والے لوگوں میں جب کسی خوش نصیب میں پاکیزگی اور تقدس کے خفتہ جذبات بیدار ہونے لگتے ہیں تو ان کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟

(۲)

مغربی معاشرے کی اخلاقی قدریں دن بدن زوال پذیر ہو رہی ہیں۔ ایسے میں دولت کی ریل پیل' عیش و عشرت کی بے لگام آزادی' گناہ و معصیت کا ذلت آمیز چلن' دغا' فریب' ظلم و استبداد' شراب و کباب' بدکاری وغیرہ ننگ انسانیت اعمال مغربی تہذیب کے دلدادوں کے لئے انتہائی پرکشش اور پسندیدہ مشاغل میں سے ہیں۔ سچائی' دیانت' راست بازی' حسن سلوک' پاکیزگی جذبات' بلندی کردار' تقویٰ و پرہیز گاری وغیرہ ان کے لئے بے وقعت سے اشغال ہیں۔ لیکن

جیساکہ پہلے ذکر کیا گیا ہے اس قسم کے معاشرے میں رہتے بستے کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اثم و علوان کی زندگی سے متنفر اور نیکی و پرہیزگاری کی زندگی کے طلبگار ہوں گے۔ رب العزت یقینا" ایسے لوگوں کی رہنمائی صراط مستقیم کی طرف کرکے انہیں دین و دنیا میں سرخرو کردیں گے اس ضمن میں خدائے بزرگ و برتر ارشاد فرماتے ہیں

والذ ین جاھد و افینا لنھد ینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین

○(العنکبوت ۶۹)

(ترجمہ) جس کسی نے (ہمارے بتائے ہوئے احکامات پر چلنے کی) کی جدوجہد کی۔ ہم ضرور انہیں اپنی خوشنودی اور رضامندی کی راہ کی طرف راہنمائی کریں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو خلوص دل سے نیک عمل کرتے ہیں۔

اللہ کا کلام برحق ہے۔ جس کسی نے اس کے سچے راستے کو پالینے کی صحیح معنوں میں کوشش کی۔ یقینا" سچا خدا اسے صراط مستقیم کے راستے پر گامزن ہونے میں مدد فرمائے گا اور وہ ضرور منزل مقصود کو پالینے میں کامیاب ہوجائے گا۔ ایک دوسرے مقام پر خداوند ذوالجلال حق و صداقت کی چاہت رکھنے والے انشراح صدر کی خواہش کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

فمن یرد اللہ ان یھد یہ یشرح صد رہ للاسلام (الانعام: ۱۲۵)

(ترجمہ) خدائے مہربان جس شخص کو راہ راست پر گامزن کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں۔ یعنی اسکے دل میں اسلام کی روشنی پیدا فرمادیتے ہیں۔

(۳)

کچھ یہی روحانی کیفیت آج سے نصف صدی پہلے بنگال کے ایک ہندو راجہ کی صاحب زادی کے دل و دماغ پر طاری ہوئی۔ وہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون تھیں، انہوں نے کامل تحقیق کے بعد تعلیمات اسلام کی ——— عظمت اور حقانیت سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا اور راج کماری جاوید بانو بیگم کے نام سے مشہور ہوئیں۔ قبول اسلام کے بعد کلکتہ کے ایک جلسہ میں اسلام قبول

کرنے کی وجوہات کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

"ایک سچے اور عالمگیر مذہب کو قبول کر کے میرا دل حقیقی خوشی سے لبریز ہے۔ میں نے ۱۹۲۴ء میں مذہب اور فلسفہ کا وسیع مطالعہ شروع کیا اور اس کی روشنی میں بدھ مت اور عیسائیت کو سمجھنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکامی ہوئی۔ عیسائیت اگرچہ ایک سچا مذہب ہے لیکن عیسائیوں کی لاتعداد فرقہ بندیوں میں ذاتی اغراض اور شخصی مطلب پرستی نے تعلیمات کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ ہندومت میں ہندو عملی زندگی میں ویدانت سے بہت دور ہو چکے تھے، ان کی حالت قابل رحم ہے۔ بڑے نقائص اور خامیاں روزافزوں ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ ہریجنوں کو ہندو معاشرے میں نہایت گھٹیا مقام حاصل تھا۔ بیوہ عورتوں کو معاشرے میں قابل نفرت خیال کیا جاتا تھا۔ لہٰذا اسے دوسری شادی کی اجازت نہیں تھی۔ بلکہ ہندو سماج کی ظالمانہ روایات کے مطابق خاوند کے مرنے کے بعد بیوی بھی خاوند کی چتا پر بیٹھ کر خاوند کے ساتھ جل مرتی تھی۔ تمدنی اور معاشرتی اصلاحات کو پنڈت اور ریفارمر رائج کرنے سے قاصر تھے بلکہ قانون ساز اداروں کے ذریعہ نافذ کیا جاتا۔ ہمارے آقائے نامدار محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں آزادی، اخوت، مساوات، انصاف، احترام انسانیت کا درس دیا۔ قرآن پاک میں مسلمانوں کے لئے نہ صرف مذہبی بلکہ اخلاقی تمدنی، معاشرتی اور روز مرہ کی زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر قسم کے مسائل کا حل دیا ہوا ہے۔"

یہ تھے غیر مسلم اور نو مسلم حضرات کے اسلام کے متعلق تاثرات جسے پڑھ کر یقیناً دل و دماغ کو روحانی خوشی نصیب ہوتی ہے۔

(ماہنامہ الحسن (پشاور) شمارہ مئی ۱۹۹۹ء ص ۳۶-۴۳)